آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے + لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۹ | بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء | نمبر ۱۰

عام قیمت دو روپیہ

سالانہ طلباء سے ایک روپیہ

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ینابیع الاسلام پر ریویو - حصہ سوم

یہودی سرچشمے

سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ نمبر

اور صرف یہی نہیں کہ مکّہ میں کوئی شخص یہودی الاصل یا یہودی المذہب آباد نہیں تھا بلکہ اس امر کیلئے بھی کسی قسم کی کوئی شہادت موجود نہیں کہ مدینہ کے یہودی مکّہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو یہودی علوم کی تعلیم دیتے تھے۔ میور اپنی کتاب کے باب پنجم کے خاتمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کے ۵ سال سے ۱۰ سال تک کے واقعات پر بحث کرنیکے بعد لکھتا ہے۔ "اس زمانہ کے قریب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہودیوں کے ساتھ یا ایسے لوگوں کے ساتھ جو یہودی علوم سے واقفیت رکھتے تھے تعلقات قائم کرنیکے لیئے ضرور ذرائع میسّر آگئے ہونگے۔" میور کے اس قسم کے الفاظ سے ایک انسان خیال کریگا کہ اسکو اس قدر یقین ہے کہ اس زمانہ میں یعنی بعثت کے سال پانچ سے دس سال تک کے عرصہ میں ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی لوگوں یا یہودی علوم کے ماہروں سے تعلقات قائم کر لیئے تھے۔ اس لیئے ایسے یقینی علم کی بنا ضرور کسی قطعی ثبوت پر ہوگی ورنہ میور ایسے وثوق

سے اس قسم کی رائے کا اظہار نہ کرتا۔ مگر جب ہم میور کے اگلے فقرے کو پڑھتے ہیں تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس یعنی پادری صاحبان کے پاس اس بات کا ذرہ بھی ثبوت موجود نہیں کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں یا یہودی علوم کے ماہرین کے ساتھ تعلقات قائم کر لیئے تھے۔ پادری صاحبان کے نامی مورخ میور صاحب کو اس بات کا کس طرح علم ہوا کہ اس زمانہ کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے تعلق قائم کر لیئے تھے؟ اس سوال کا جواب میور صاحب خود بیان کرتے ہیں اُنکے مندرجہ بالا فقرے کا دوسرا حصہ یہ ہے ”کیونکہ اسوقت اُنکے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) قرآن میں کثرت سے ایسے حالات بیان ہونے شروع ہو گئے جو یہودیوں کی کتابوں اور قصوں سے لیئے گئے ہیں اور اکثر اوقات یہ حالات بڑی بسط کے ساتھ (قرآن مجید میں) بیان کیئے گئے ہیں“ یہ ہے وہ زبردست ثبوت جس کی بنا پر وہ یہ یقینی رائے ظاہر کرتے ہیں کہ اسوقت آنحضرت صلعم کے تعلقات یہودیوں کے ساتھ یا یہودی علوم کے واقفکاروں کے ساتھ ضرور قائم ہو گئے ہونگے۔ میور صاحب کے نزدیک چونکہ وہ سورتیں جو بعثت کے پانچویں سال سے دسویں سال تک نازل ہوئیں ایسے مضامین کثرت سے اپنے اندر رکھتی ہیں جو یہودی کتب کے مضامین سے مشابہ یا مطابق ہیں اسلیئے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ضرور اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات یہودیوں وغیرہم سے قائم ہو گئے ہونگے۔ مگر میور صاحب کے اس بیان سے یہ صاف طور پر عیاں ہے کہ اُنکے پاس واقعی طور پر کوئی ایسی شہادت موجود نہیں جس سے ثابت ہو کہ فی الواقع اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات یہودیوں کے ساتھ قائم ہو گئے تھے۔ صرف مشابہت مضامین سے وہ یہ نتیجہ نکال رہے ہیں۔ ناظرین ! غور فرماویں پادری صاحبان کے ہاتھ ثبوت سے کیسے خالی ہیں۔ اگر میور صاحب کے ہاتھ میں ذرا بھی ثبوت موجود ہوتا تو وہ اس موقعہ پر ضرور اُس کا ذکر کرتے۔ اُنکا یہ کہنا کہ چونکہ اس زمانہ کے مضامین یہودی صحف کے مضامین سے مشابہ یا مطابق ہیں اس لیئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود سے تعلقات قائم کرنے کیلیئے ذرائع میسر آ گئے ہونگے صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میور صاحب کے ہاتھ میں کوئی شہادت اس بات کے ثابت کرنیکے لیئے موجود نہیں۔ صرف مشابہت

دیکھکر اٹکلیں دوڑا رہے ہیں۔ وہ خود مورخ ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں اور انہوں نے اسلامی تاریخ کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کے متعلق بڑی بڑی کتابوں کو دیکھا ہے اگر کہیں بھی انکو اس امر کا پتہ لگتا کہ یہودی مدینہ شریف سے چلکر مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جایا کرتے تھے اور خلوت میں یا جلوت میں یہودی تاریخ اور یہودی شریعت اور عقائد اور مسائل کے متعلق وہ لوگ آپ سے گفتگو کیا کرتے تھے تو ضرور میور صاحب اس واقعہ پر بڑی قوت کے ساتھ پنجہ مارتے اور اس واقعہ کو اپنے دعوے کی تائید میں بطور شہادت کے پیش کرتے۔ مگر انکا بیان اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ انکے پاس کوئی بھی ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودان مدینہ آیا کرتے تھے اور اپنی تاریخ اور اپنی کتابیں اور اپنے عقائد وغیرہ آپ کو سکھایا کرتے تھے۔ صرف یہ کہدینے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودان عرب یا عالمان کتب یہود کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے ذرائع میسر آگئے ہونگے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ واقعی تعلقات قائم کرنیکے ذرائع میسر آگئے تھے۔ اگر اس بیان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو صرف یہی کہ پادری صاحبان کے پاس کوئی بھی ثبوت اس بات کا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ذرائع میسر آگئے تھے۔ ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انہی مکی سورتوں کے مضامین کے متعلق ہی میور اور راڈول صاحبان لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں سے تعلیم حاصل کرنے اور اس تعلیم کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے اور فصیح و بلیغ سورتوں میں ان حاصل کردہ معلومات کو آراستہ کرنے میں بڑا وقت اور بڑی محنت اور بہت سا غور و فکر خرچ کرنا پڑتا ہوگا۔ ان صاحبان کے پاس اس بات کا تو کوئی ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودان مدینہ سے تعلقات قائم کرنیکے لیے ذرائع میسر آگئے تھے پھر بھی وہ بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ ان تعلیمات کے حاصل کرنے اور انکو حفظ کرنے اور قرآنی سورتوں میں ڈھالنے کیلیئے آپ کو بہت وقت خرچ کرنا پڑتا تھا۔ تحقیق اسی کا نام ہے۔ کوئی ثبوت ہاتھ میں نہیں۔ کوئی شہادت ان لوگوں پاس نہیں جس سے ثابت ہو کہ آپ کو ایسے تعلقات قائم کرنیکے ذرائع حاصل ہوگئے تھے اور نہ کوئی دلیل اس بات کے یقین کرنے کے لیے

ان لوگوں کے پاس ہے کہ آپ اس کام پر بہت سا وقت خرچ کیا کرتے تھے۔ وہ کونسی کوٹھری تھی یا وہ کونسی وادی تھی جہاں آپ یہودی لوگوں یا یہودی علوم کے عالموں سے ملاقات کیا کرتے تھے اور گھنٹوں تک اُن کے پاس بیٹھکر یہودی تاریخ کی تفصیل اور یہودی مسائل کی کیفیت اُن سے سُنا کرتے تھے۔

ٹسڈل صاحب تین اشخاص کا نام لیتے ہیں جن کی نسبت وہ لکھتے ہیں کہ وہ یا تو خود یہودی تھے یا یہودی مذہب رکھتے تھے۔ وہ نام یہ ہیں۔ عبداللہ بن سلام۔ حبیب بن مالک اور ورقہ بن نوفل۔ ان تین اشخاص میں سے صرف تیسرا آدمی مکہ کا باشندہ تھا۔ مگر ٹسڈل صاحب کی بدقسمتی سے نہ تو وہ خود یہودی تھا اور نہ یہودی مذہب رکھتا تھا۔ ہاں اُس کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اُس نے بُت پرستی چھوڑ کر مسیحی مذہب اختیار کر لیا تھا مگر پیشتر اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نبی ہونیکا اعلان فرمایا وہ اس عالم سے رحلت کر چکا تھا ہاں جب اُس نے اپنی زندگی میں یہ سُنا تھا کہ غار حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدائے تعالیٰ کا فرشتہ ظاہر ہوا ہے تو وہ اس بات پر ایمان لایا تھا کہ آپ خدائے تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر ظاہر ہونیوالے ہیں۔ مگر وہ اسکے بعد جلدی ہی فوت ہو گیا۔ اس لئے اگرچہ وہ اُن لوگوں میں سے ہے جو سب سے اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائے مگر اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے قول کے مطابق یہودی تاریخ اور یہودی مذہب کا مفصل علم حاصل کیا۔ ہمارے پاس اس امر کیلئے ذرہ بھی شہادت موجود نہیں کہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ورقہ کے پاس یہودی علوم سیکھنے کے لئے اور یہودی تاریخ سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے تشریف لے گئے ہوں۔ علاوہ ازیں میور تو کہتا ہے کہ آپ کی بعثت سے قریباً ۵ سال بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودی لوگوں یا یہودی علوم کے عالموں سے تعلقات قائم کرنیکا موقعہ حاصل ہوا ہوگا مگر ورقہ تو اس سے ایک دراز عرصہ پہلے فوت ہو چکا تھا اور پھر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ورقہ یہودی تاریخ اور یہودی عقائد اور یہودی علوم سے ایسی ہی گہری واقفیت رکھتا تھا جیسی کہ قرآن مجید کے مضامین سے پائی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں مکی سورتوں میں۔ بہت سے انبیاءؑ کے حالات ایسی باریک تفصیل کے ساتھ بیان کیئے گئے ہیں اور قرآن شریف کی بعض آیات ایسی لفظ بہ لفظ یہودی صحف سے تطابق رکھتی ہیں کہ اُنکی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صرف زبانی بات چیت میں آنحضرتؐ نے ان تفصیلات اور ان فقرات کو سیکھ لیا۔ انبیاءؑ کے حالات کی تفصیلات کو مَیں یہاں درج نہیں کرسکتا مگر بعض اُن فقروں کو بطور نمونہ یہاں درج کرتا ہوں جو یہودی کتب کے فقرات سے ایسے مشابہ ہیں کہ اُنکی نسبت دو ہی صورتیں متصور ہوسکتی ہیں۔ یا تو وہ یہودی صحیفے اور اُن کے وہ خاص مقامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کتابیں کھولکر مکہ معظمہ میں پڑھے گئے۔ یا وہ فقرے بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ زبانی گفتگو کے ذریعہ وہ فقرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

(۱) پادری صاحب صفحہ ۱۱۲ پر لکھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی پچاسویں سورہ کے سر پہ حرف ق ہے وہ یہودیوں کی ایک کتاب سے لیا گیا۔ جس کا نام حگیگاہ ہے پیدائش باب اوّل ورس ۲ میں جو لفظ تُوھُو ہے کتاب حگیگاہ باب ۱۱۔ ورس ا میں اس لفظ کی تفسیر میں لکھا ہے "تُوھُو قاوِ سبزے است کہ تمام تمام جہانرا احاطہ مے کند کہ تاریکی ازاں جا درمے شود"۔ پادری صاحب لکھتے ہیں کہ لفظ قاو کے معنے عبرانی میں خط یعنی لکیر کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہ فقرہ یہود سے سنا اور لفظ قاو کو نہ سمجھا اور چونکہ اُن کو یہ معلوم نہیں تھا کہ لفظ قاو کے معنے ہیں خط یا شاقول۔ انہوں نے گمان کیا کہ جس چیز نے تمام دنیا کو گھیرا ہوا ہے وہ ضرور اونچے پہاڑوں کا لمبا سلسلہ ہوگا۔ اس لیئے اُس پہاڑ کا نام پچاسویں سورہ کے سر پر رکھدیا گیا اور چونکہ وہ عبرانی خوب نہیں سمجھتے تھے اسلیئے بجائے قاو کے قاف لکھدیا۔ ہم تھوڑی دیر کے لیئے پادری صاحب کے جھوٹ کو سچ فرض کرلیتے ہیں۔ اور پھر اُس پر غور کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ سورہ ق مکی سورۃ ہے۔ اگر فرض کرلیا جاوے کہ پادری صاحب نے جھوٹ نہیں بولا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی مدینہ سے مکہ میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی کتابیں کھولکر پڑھا کرتے تھے اور ایک دفعہ اُنہوں نے کتاب حگیگاہ کا گیارہواں باب بھی آپ کو سُنایا تھا مگر چونکہ آپ عبرانی نہیں سمجھتے تھے

اس لیئے آپ نے غلطی سے قاؔو کو قاف سمجھا اور وہ چیز جو دراصل ایک لکیر تھی اسے بلند پہاڑوں کا ایک لمبا سلسلہ سمجھ لیا اور چونکہ آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ جو کچھ یہودیوں کی کتابوں میں لکھا ہے وہ سب خدا کا کلام ہے اس لیئے آپ نے اس پہاڑ کا نام اٹھا کر ایک سورہ کے سر پر رکھ دیا۔ اس قصہ کی بیہودگی اور لغویت کو نظر انداز کر کے میں پادری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا اُن کے پاس اس امر کی کوئی شہادت ہے کہ مدینہ کے یہودی مکہ میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتابیں اصل عبرانی زبان میں پڑھ کر سُنایا کرتے تھے۔ پادری صاحب! یہودان مدینہ کا مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر مذہبی تذکرے کرنا ہی ثابت نہیں۔ آپ کو کیونکر علم ہوگیا کہ وہ مکہ میں جا کر اپنی کتابیں بھی آپ کے سامنے کھولتے اور پڑھ کر سُناتے تھے۔ پادری صاحب تو یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ مدینہ کے یہودیوں کے پاس حگیگاہ کتاب موجود تھی اور اُنکو اُس کے مضامین کا علم تھا۔ ناظرین پادری صاحب کی اس بیہودہ رام کہانی کو دیکھیئے۔ ایسے ہی ثبوتوں کی بنا پر آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے قرآن مجید کا زمینی سرچشموں سے نکلا ہوا ہونا اظہر من الشمس کر دیا ہے۔

(۲) پادری صاحب صفحہ ۱۰۶ پر لکھتے ہیں کہ قرآن کی آیت وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ زبور ۳۷ ورس ۱۱ سے اخذ کی گئی جہاں لکھا ہے "لیکن وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہونگے"۔ اس آیت کریمہ کے متعلق بھی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو خدائے تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی یا کسی یہودی عالم نے مکہ میں آکر ۳۷ زبور آپ کے سامنے پڑھا اور اُس زبور کو سُنکر آپ نے یہ آیت چُن لی۔ مگر مکہ میں آکر ۳۷ زبور کا پڑھکر سُنانا تو کجا پادری صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں یہودیوں کا آنا اور مذہبی تذکرے کرنا بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لیئے سوائے اسکے اور کوئی راہ نہیں کہ اس آیت کریمہ کو وحی الٰہی مانا جاوے۔

(۳) ینابیع کے صفحہ ۱۰۳ پر آپ لکھتے ہیں کہ قرآنی آیت و فار التنور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی کتاب روش ھشاناہ کے باب ۶ کی آیت ۲ اور کتاب سنھدرین

نوٹ: پادری صاحب بتلائیں کہ یہودیوں نے لفظ قاؔو کا عربی میں ترجمہ کیوں نہ کیا تا یہ مغالطہ پیدا نہ ہوتا۔ منہ۔

فصل ۸۰ اسے اخذ کی جہاں لکھا ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم آب جوش دار یعنی اُبلتے ہوئے پانی کے ذریعہ ہلاک کی گئی۔

(۴) پادری صاحب صفحہ ۱۰۳ اپر لکھتے ہیں کہ قرآنی آیت يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (سورہ ق) یعنی ہم اُس دن جہنم سے کہیں گے کیا تو پُر ہوگیا اور وہ جواب دیگا کہ کیا کچھ اور ہے اُو تیوت دِ ربّی عقیباہ سے لی گئی جہاں لکھا ہے کہ امیر جہنم ہر روز یہ آواز دے گا کہ مجھے غذا دو تا میں سیر ہوجاؤں۔

(۵) سورہ حجر کی آیت اِسْتَرَقَ السَّمْعَ پادری صاحب کے خیال میں کتاب حگیگاہ باب ۱۶ فصل اوّل سے لی گئی جہاں لکھا ہے کہ جن ہا از عقب پردہ مے شنوند یعنی جن پردہ سے پیچھے غیب کی خبریں آسمان پر جاکر سنتے ہیں (ینابیع صفحہ ۱۰۳)

(۶) سورہ اعراف کی آیت وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ پادری صاحب کے گمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدراش سے اخذ کی جہاں کتاب جامعہ باب ۷ آیت ۱۴ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جہنم اور جنّت کے مابین ایک دیوار ہے۔ (ینابیع صفحہ ۱۰۲)

(۷) سورہ ہود کی آیت كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ پادری صاحب کے زعم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راشی نام یہودی مفسر سے اخذ کی جس نے کتاب پیدائش کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کرسی جلال در ہوا قائم بود و بر روئے آبہا حرکت کرد (ینابیع صفحہ ۱۰۱)۔

(۸) داروغہ جہنم کا خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پادری جی کے خیال کے بموجب یہودیوں سے سیکھا جو ایک امیر جہنم کو مانتے ہیں (ینابیع صفحہ ۱۰۲)

(۹) سورۂ اعراف کی آیت وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پادری صاحب کے قول کے بموجب کتاب عبوداہ ساراہ باب ۲ فصل ۲ سے اخذ کی جہاں لکھا ہے کہ پوشانیدم من بر شما کوہ را کہ گویا آں سرپوشے بود یعنی میں نے

تمھارے سروں پر پہاڑ کو سر پوش کی طرح کھڑا کر دیا۔ (ینابیع صفحہ ۹۷)

(۱۰) پروفیسر نول ڈیک کے قول کے بموجب آیت اھدنا الصراط المستقیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبور ۲۷ ورس ۱۱ سے اخذ کی جہاں لکھا ہے ”اے خداوند مجھ کو اپنی راہ بتا اور میرے دشمنوں کے سبب مجھے اُس راہ پر جو برابر ہے لے چل“۔

مندرجہ بالا ساری آیات جن کا لفظی تطابق یہودی کتب کے فقرات کے ساتھ دکھایا گیا ہے سب مکی آیات ہیں۔ انکی نسبت پادری صاحبان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ فقرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے سیکھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا واقعات ایسے خیال کی تائید کرتے ہیں۔ کیا پادری صاحبان اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی شہادت پیش کر سکتے ہیں۔ ان سوالات کا جواب سوائے نفی کے نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان فقرات کو مذکورہ بالا کتب یہود سے صرف اُسی صورت میں لے سکتے تھے جب یہ کتابیں آپ کی رسائی میں ہوتیں۔ مگر کوئی مسیحی خواہ وہ کیسا ہی متعصب کیوں نہ ہو یہ کہنے کی جرأت نہ کرے گا کہ مکہ کے شہر میں یہ کتابیں آپ کی رسائی میں تھیں۔ یہ صرف عام کہانیاں نہیں جو زبانی بول چال کے ذریعہ حاصل ہو سکتی تھیں۔ یہ ایسے فقرات ہیں جن میں سے اکثر یہودیوں کی کتابوں سے لفظ بہ لفظ ملتے ہیں۔ اور یہ فقرات صرف دو طریق سے ہی آپ ان یہودی کتب سے حاصل کر سکتے تھے۔ یا تو خود آپ ان کتابوں کو پڑھتے یا کوئی یہودی عالم ان کتابوں کو آپ کے سامنے پڑھتا مثلاً قرآن مجید کی آیت وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ کا زبور کی آیت ”وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہونگے“ سے مقابلہ کرو۔ اب اس آیت کے متعلق مسیحی صاحبان کا یہ قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت بذریعہ وحی نہیں نازل ہوئی بلکہ آپ نے یہود سے سیکھی۔ خوب۔ ہم پادری صاحبان کے اس دعویٰ کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ صرف ہم اُن سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ آیت کس طرح آپ نے یہود سے حاصل کی۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود زبور کی کتاب اوّل

سے آخر تک یا اس کا ایک حصہ پڑھا اور اُس میں سے زبور ۳۷ کی آیت ۱۱ کو قرآن شریف میں درج کرنے کیلئے منتخب کرلیا یا کیا مسیحی صاحبان کو اس بات کا علم ہے کہ زبور کی کتاب کوئی یہودی عالم آپکے پاس مکہ معظمہ میں لے آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کتاب آپکو سنائی اور اس میں سے آپنے باب ۳۷ کی آیت ۱۱ پسند فرمالی اور اس کو قرآن مجید میں داخل کردیا۔ کوئی مسیحی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ یہودی عالم آپکے پاس مکہ میں آکر زبور کی کتاب یا دیگر کتابیں جن کے نام اوپر درج ہوچکے ہیں سنایا کرتے تھے اور یہ کہ آپنے مذکورہ بالا آیات اُن کتابوں سے منتخب فرمالیں۔ جب عالم یہودیوں کا اپنی کتابیں لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا تو کجا۔ جاہل یہودیوں کا بھی مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور مذہبی تذکرے کرنا مسیحی صاحبان ثابت نہیں کرسکتے۔ تو پھر یہ کس طرح خیال میں آسکتا ہے کہ بہت سے گمنام فقرے جو یہودیوں کی گمنام کتابوں کے اندر مُردوں کی طرح مدفون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کتابوں میں سے وہ فقرے نکالکر قرآن مجید میں داخل کرلیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کتابوں سے فقروں کا حاصل کرنا تو الگ رہا کوئی مسیحی یہ بھی ثابت نہیں کرسکتا کہ یہ سب کتابیں خود یہودان مدینہ کے پاس موجود تھیں اور وہ ان کے مضامین سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ غرض پادری صاحب کا یہ دعویٰ کہ میں نے قرآنی مضامین کا یہودی کتب سے نکلا ہوا ہونا اظہر من الشمس کردیا ہے بالکل غلط ہے۔

پروفیسر نولڈیکے لکھتا ہے کہ مندرجہ بالا فقروں کے اخذ کرنے کے لیئے اُن کتابوں کا میسر ہونا ضروری نہیں۔ معمولی گفتگو میں آسانی سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے فقروں کو اخذ کرسکتے تھے۔ پروفیسر صاحب کی قابلیت کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ (۱) آیا مندرجہ بالا فقرے اس قسم کے ہیں کہ وہ عام طور پر ہر ایک یہودی کی زبان پر جاری رہتے ہوں تاکہ یہ کہا جاسکے کہ عام گفتگو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے یہ فقرات سن لیئے تھے (۲) کیا مکہ میں ایسے یہود آباد تھے جو اپنی کتابوں میں پوری دسترس رکھتے تھے کیونکہ یہ فقرات مکی سورتوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۳) اگر مکہ میں موجود نہیں تھے تو کیا اس امر کا کوئی ثبوت ہے کہ مدینہ کے یہود کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور ایسی آمد و رفت رکھنے والے عالم یہودی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکثر اوقات مذہبی گفتگو میں مصروف رہتے تھے۔ (۴) کیا مدینہ کے یہود خود ان کتابوں میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ہر ایک شخص جو ان فقرات پر نظر ڈالے گا وہ اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ ایسے فقرے نہیں جو سرسری بات چیت میں آسانی سے اخذ کیے جا سکیں۔ اور اسلامی تاریخ کا ہر ایک طالب علم اس بات کی گواہی دے گا کہ مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیرونی یہودیوں کی کثرت آمد و رفت اور کثرت سے یہودیوں کے ساتھ مذہبی گفتگو کا ہونا یہ ایسے امر ہیں جن کے ثبوت میں کوئی تاریخی شہادت موجود نہیں غرض اُن مضامین میں سے جو یہودی سرچشموں کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں اکثر مضامین کا مکی سورتوں میں ہونا مسیحی معترضین کے لیے ایک تیز کلہاڑا ہے جو اُنکے اعتراض کو بیخ و بن سے کاٹ دیتا ہے اور پھر ایسی آیات کا وجود جو اُنکی کتابوں کے گمنام فقروں سے لفظی تطابق رکھتی ہیں جبکہ لفظی تطابق کا کوئی زمینی ذریعہ موجود نہیں تھا یہ ایک ایسا امر ہے جو اُن کے زعم فاسد کو پاش پاش کر دیتا ہے اور اس بات کے لیے ایک زبردست شہادت ہے کہ یہ عالم الغیب خدا کا کلام ہے کسی انسان کی بناوٹ نہیں۔

آخر میں مَیں اُن چند مدنی مضامین کی طرف رجوع کرتا ہوں جو پادریوں کے زعم کے مطابق یہودی سرچشموں سے اخذ کیے گئے۔ مدنی مضامین کے متعلق بھی مسیحیوں کے اعتراض کی بیہودگی مندرجہ ذیل وجوہات سے ظاہر ہے۔

اوّل۔ جب مکہ معظمہ میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی بھی موجود نہ تھا خدائے تعالیٰ ایسے مضامین کثرت سے اور پوری تفصیل کے ساتھ وحی کر سکتا تھا جنکا پتہ پادری صاحبان ہمیں یہودی کتب میں دیتے ہیں تو کیا وہی خدا مدینہ میں چند ایسے مضامین اور فقرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل

نہیں کرسکتا تھا۔ جب عیسائیوں کے ۹۹ پیش کردہ مضامین و آیات میں سے ۳۳ کے متعلق یہ دکھایا جاچکا ہے کہ وہ بغیر یہودیوں کی مدد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل ہوئے تو باقی ۶ کے متعلق یہودیوں کی امداد کی کیا ضرورت تھی۔

دوم۔ مدینہ میں جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ جیسا کہ مکہ میں آپ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوں اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوتا ہے وہ خدائے تعالیٰ کی خاص وحی ہے اور پھر جیسا کہ آپ مکہ کے بُت پرستوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اسی طرح آپ نے مدینہ کے یہود کو اس بات کی دعوت کی کہ وہ آپ کی نبوت پر ایمان لاویں اور قرآن شریف کو خدائے تعالیٰ کا کلام مانیں تو پھر ایسی صورت میں آپ کس طرح اُن کی شاگردی اختیار کرسکتے تھے۔ پادری ٹسڈل لکھتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود یہود کی کتابیں نہیں پڑھ سکتے تھے تو کیا آپ اُن سے زبانی طور پر اُن کی مذہبی باتیں استفسار بھی نہیں کرسکتے تھے۔ میں اس سوال کے جواب میں کہتا ہوں کہ ہاں آپ اُن سے زبانی بھی مذہبی باتیں استفسار نہیں کرسکتے تھے کیونکہ یہ امر آپ کی شان سے بعید تھا۔ آپ اُنکے لیئے معلم اور ہادی ہوکر گئے تھے اور آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ میں کسی بات میں تمہارا محتاج نہیں کیونکہ ہر ایک ضروری بات خدائے تعالیٰ خود مجھے سکھاتا ہے۔

سوم۔ مدینہ کے یہود آپکے دوست نہیں تھے بلکہ آپکے جانی دشمن تھے اُن کے دل حسد سے بھرے ہوئے تھے۔ اُن میں سے بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گاہے گاہے آتے تھے مگر قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ وہ اگر کبھی شرارتیں ہی کرتے تھے وہ فاسد نیت سے ساتھ آتے اور بغض کی آگ دل میں لیکر اُٹھتے۔ میور لکھتا ہے کہ مدینہ کے یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ہمیشہ تکلیف کا ذریعہ تھے اور آ آکر آپ کا سوالات کے ذریعہ امتحان کرتے تھے (دیکھو لائیف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صفحہ ۱۷۹)۔ پھر ایسے لوگوں کی نسبت کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے قرآن مجید کا مصالح جمع کیا کرتے تھے۔

۵ اسلام کی مدینہ میں حالت ۱۸۱۵

چہارم۔ مدنی سورتوں میں یہودان عرب اور یہودیوں کے بزرگوں کی بدکرداریوں اور اُن کے اُن فعلوں کا کثرت سے ذکر ہے جن کی وجہ سے خدائے تعالیٰ کی لعنت اُن پر وارد ہوئی۔ پادری صاحبان بتلائیں کہ کیا مدینہ کے یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بزرگوں کے بدافعال ہی آکر بیان کیا کرتے تھے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کا مصالح انہی یہودیوں سے حاصل کیا تھا اور آپ اُن کے ممنون تھے تو پھر کس طرح آپ اُنکی ایسی سخت مذمت کر سکتے تھے جیسی کہ مدنی آیات میں پائی جاتی ہے۔

پنجم۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سیکھ کر مضامین جمع کیے تھے اور پھر اُنکو وحی الٰہی ظاہر کرکے اپنے شاگردوں میں شائع کیا تھا تو کیوں مدینہ کے یہود باوجود اپنی سخت عداوت اور بغض اور حسد کے خاموش رہے اور کیوں انہوں نے یہ ظاہر نہ کیا کہ جس چیز کا نام یہ نبی وحی ظاہر کرتا ہے وہ اُس نے ہم ہی سے سیکھی ہے۔ حالانکہ وہ چاہتے تھے اور ہر وقت اس کوشش میں مصروف رہتے تھے کہ کسی طرح لوگ اس نبی کو قبول نہ کریں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ خاموش رہے اور اصل حقیقت کا افشا کرکے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ نہ کیا۔

ششم۔ اگر یہ کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام یہودیوں سے یہ معلومات حاصل نہیں کیئے تھے بلکہ جن دو تین یہودیوں نے اسلام قبول کیا تھا اُن سے یہ معلومات حاصل کیئے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک نبی ہرگز اپنے شاگردوں سے اس قسم کی سازش نہیں کر سکتا کہ اُن سے خفیہ طور پر معلومات جمع کرکے پھر عام لوگوں میں اُن کو وحی الٰہی کہکر شائع کرے اور نہ ایسے شاگرد اُس نبی کو نبی مان سکتے ہیں۔ ضروری ہے کہ وہ ایسے نبی سے جلدی برگشتہ ہو جاویں اور اُس کا سارا راز افشا کرکے اُس کی جھوٹی دوکان کا خاتمہ کر دیں۔ غرض اس سے زیادہ کوئی خیال بیہودہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو تین یہودی نومسلموں سے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور جنہوں نے آپ کو نبی آخرزمان مانا تھا معلومات حاصل کرکے اُس کا نام وحی رکھا اور لوگوں میں اُس کو بطور وحی الٰہی کے شائع کیا۔ اُن یہودیوں کا آخر دم تک مومن رہنا اس بات کی شہادت ہے۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اس قسم کی کوئی امداد نہیں لی۔
ہفتم۔ علاوہ ازیں اُن مدنی مضامین میں جن کو یہودی چشموں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ایسے فقرات ہیں جو یہودی کتب سے لفظ بلفظ مطابقت رکھتے ہیں اور اُن کی نسبت دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہودیوں کی اصل کتابوں میں سے لفظ بہ لفظ نقل کیے گئے ہوں یا بذریعہ وحی الٰہی آپ پر نازل ہوئے ہوں۔ مگر کوئی مسیحی ثابت نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کتابوں کو خود پڑھا یا کسی یہودی عالم نے آپ کے سامنے وہ کتابیں پڑھ کر سنائیں۔ اُن میں سے دو تین فقرے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) پادری صاحب صفحہ ۱۰۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ سورہ مائدہ کی آیت مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا مشناہ سنہدرین۔ باب ۴ آیت ۵ سے لفظ بہ لفظ نقل کی گئی ہے جہاں پیدائش باب ۴ ورس ۱۰ کی تفسیر میں لکھا ہے "بنا بر ایں انسان بہ تنہائی آفریدہ شد برائے آزمودن تو کہ ہر کہ ہلاک کرد نفسے از اسرائیل را کتاب بروئے حساب شرا مینماید کہ گویا ہمہ عالم را ہلاک کردہ باشد و ہر کہ یک نفسے از اسرائیل را زندہ کرد کتاب بروئے حساب شرا مے نماید کہ گویا ہمہ عالم را زندہ کردہ باشد۔ یعنی جس نے ایک اسرائیلی کو قتل کیا گویا اُس نے کُل عالم کو قتل کیا اور جس نے ایک اسرائیلی کو زندہ کیا گویا اُس نے کُل عالم کو زندہ کیا۔

(ب) صفحہ ۱۰۴ پر آپ لکھتے ہیں کہ سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۳ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشناہ براخوت باب اوّل فصل دوم سے نقل کی جہاں لکھا ہے کہ شروع روز ہماندم است کہ دراں کسے مے تواند مابین نخ نیل رنگ و نخ سفید تمیز دہد یعنی دن اُس وقت شروع ہوتا ہے جب کہ نیلے اور سفید دھاگے میں

تمیز ہو سکے۔

(ج) سورہ نساء کی آیت تیمم بقول پروفیسر ٹول ڈیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب براخوت کے ۱۵ باب میں سے اخذ کی۔

اب اس قسم کی آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود سے صرف دو صورت میں لے سکتے تھے۔ یا تو آپ نے خود ان کتابوں کو مطالعہ کیا ہوتا اور اُن میں سے یہ آیات انتخاب کر لی ہوتیں یا کسی یہودی عالم نے یہ کتابیں آپ کو پڑھ کر سنائی ہوتیں۔ مگر مسیحی صاحبان ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت بھی ثابت نہیں کر سکتے بلکہ پادری ٹسڈل صاحب تو فرماتے ہیں کہ یہود ان عرب علم عبرانی سے بے بہرہ تھے جب یہ حال تھا تو اُن کو ان تفاسیر کے اندر دبی ہوئی آیات کا کس طرح علم ہو گیا۔ یہ کوئی کہانیاں نہیں جو اُن کے نوک زبان ہوں اور باتوں باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سیکھ لی ہوں۔ ان آیات کا شان نزول بھی پادریوں کے دعوے کے بطلان کو واضح کر رہا ہے۔ مثلاً آیت تیمم سفر میں نازل ہوئی۔ جبکہ حضرت عائشہؓ کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور جنگل میں جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں کو قیام کرنا پڑا۔ اُسوقت لوگ حیران تھے کہ کیا کریں۔ بعض نے بلا وضو نماز بھی ادا کر لی۔ اُسوقت آیت تیمم نازل ہوئی۔

اب میں پادری صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ وہاں جنگل میں کونسا یہودی آپ کے پاس تھا جس سے آپ نے یہ مسئلہ تیمم کا سیکھا۔ اگر کسی یہودی نے عام لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ آپ کو سکھایا تھا تو چاہیئے تھا کہ آپ کے صحابہؓ کو بھی اس مسئلہ کا آیت تیمم کے نزول سے پہلے علم ہوتا مگر صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صحابی کو اس آیت کے نزول سے پہلے اس مسئلہ کا علم نہ تھا اور یہ کہنا محض فضول گوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت میں کسی یہودی عالم کو بلا کر یہ مسئلہ سیکھا تھا اور جب اب جنگل میں ناگہانی طور پر ایک ایسا موقعہ آیا تو اُسوقت آپ نے یہ ظاہر کیا کہ یہ مسئلہ مجھے بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے اور اب اسی وقت میرے پر خدائے تعالیٰ کا

کلام نازل ہوا ہے پہلے مجھے اس مسئلہ کا علم نہ تھا۔ جب اس آیت کا اعلان مدینہ میں ہوا تو کیوں اُس یہودی عالم نے یہ کہا کہ یہ مسئلہ تو میں نے سکھایا تھا۔ یہ تو لوگوں کو برگشتہ کرنے کا عمدہ موقعہ تھا۔ کیوں اس سے یہودی مخبروں نے فائدہ نہ اُٹھایا اگر وہ یہودی عالم کوئی شاگرد تھا تو وہ اس اعلان کے بعد کہ یہ آیت خدائے تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسئلہ کا پہلے علم نہ تھا کیوں اسلام سے برگشتہ نہ ہوا۔ افسوس ان مسیحیوں پر جو اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لیئے راستبازوں کو جعلساز ٹھہراتے ہیں۔ افسوس ان کی تحقیقات پر جس کی تائید میں انکو خواہ مخواہ بیگناہ لوگوں کو گنہگار کہنا پڑتا ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ چونکہ اپنے لیئے یہ ہر ایک کارروائی جائز کر لیتے ہیں اس لیئے سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ہر ایک شخص ایسا ہی کرتا ہے۔ ان کے اعتراض کے اس تحقیقی جواب کے بعد ہم ان کو ایک دوسرا جواب بھی دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین *

چوتھے حصے میں انشاء اللہ تعالیٰ مسیحی چشموں پر بحث کی جائیگی۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اسلام کی اشاعت برّ اعظم افریقہ میں۔

دنیا کے مختلف حصص مثلاً امریکہ اور ایڈنبرا میں حال میں مسیحی لوگوں کی کئی ایک کانفرنسیں۔ اور کانگریسیں وغیرہ قائم ہوئی ہیں اور اُن کے اجلاسوں کی رپورٹوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی صاحبان نے اب یہ عزم کر لیا ہے کہ کل دنیا کو اسی قرن میں مسیحی بنا دیں۔ اگر ناظرین کو اس امر میں کچھ شبہ ہو تو وہ ایک مشنری کانگریس کی مندرجہ ذیل کارروائی کو ملاحظہ فرما دیں جو شہر شکاگو کے اخبار ایگزیمنر مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء میں۔ سے یہاں نقل کی جاتی ہے۔ اُس روئداد کا عنوان یہ ہے۔

"مشنری لوگ دنیا کو عیسائی بنانے کا ذکر کرتے ہیں۔

ہندوستان ۔ افریقہ ۔ ٹرکی ۔ اور ایران میں اپنی کارروائی کا بیان کرتے ہیں ۔
ہر ایک مسیحی مشن کے لیڈر کل نسلِ انسان کے آگے صلیب پیش کرنے کے واسطے ایک عالمگیر جنگ کا نقشہ کھینچتے ہیں''

اس عنوان کے نیچے اخبار مذکور کا ایڈیٹر لکھتا ہے ''چار ہزار سے زیادہ مسیحی سپاہی ۔ پرجوش ۔ سرگرم ۔ مستقل مزاج لوگ جنہوں نے دنیا میں کچھ کام کیا ہے ۔ جج ۔ وکیل ۔ تاجر ہر ایک پیشہ کے لوگ ۔ پادریوں ۔ واعظوں اور مشنریوں کے پہلو بہ پہلو ۔ جنہوں نے اس سے پہلے بھی مسیحی جنگ میں ایک نامی حصہ لیا ہے ۔ اور زیادہ جنگ کرنیکے لیئے بھی مستعد ہیں ۔ اس قسم کے لوگ تھے جو مینز نیشنل مشنری کانگرس کے اجلاس میں موجود تھے ۔ جو اسی قرن میں دنیا کو عیسائی بنانے پر تلے ہوئے ہیں''

ایک کنونشن میں جو شہر نیویارک میں قائم ہوئی ایک تقریر کرنیوالے نے بیان کیا ۔ ''ہمارے لیئے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ ہم ایک ایسے زمانہ میں رہتے اور کام کرتے ہیں جس میں ہمیں اس قدر فتوحات حاصل کرنے کا وسیع موقعہ حاصل ہے وسیع دنیا ہمارے آگے کھلی ہے ۔ قوموں تک پہنچنے کے ذریعے ہمیں میسر ہیں ۔ دنیا کی قومیں ہمارا انتظار کر رہی ہیں'' ایک اور تقریر کرنیوالے نے بیان کیا ''عظیم الشان موقعوں کے لیئے عظیم الشان انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ خدا کرے کہ کلیسیا کو اسکے تبلیغ کے کام میں وہ عظیم الشان لیڈر میسر آجاویں جن کے ذریعہ مذہبی دنیا کی اس آخری جنگ میں کلیسیا کو آخری فتح نصیب ہو'' ایک اور مقرر نے اسی کنونشن یعنی سٹوڈنٹ والنٹیر مُوؤ مینٹ کنونشن کے اجلاس میں بیان کیا کہ ''اس کنونشن کی ایک ہی غایت اور اسکا ایک ہی مقصد ہے اور وہ کل دنیا کو اسی قرن میں عیسائی بنانا ہے''

مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہے کہ نہ صرف مسیحی مشنری بلکہ عام مسیحی لوگ ہر ایک درجہ اور ہر ایک فرقہ اور پیشہ کے اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ کل غیر مسیحی دنیا کو مسیحی بنایا جاوے اور وہ بھی اسی زمانہ میں ۔ ان کے نزدیک یہ آخری جنگ ہے اور

انہوں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اس کشت و خون میں صلیب کے لیئے فتح حاصل کرنے کے واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاوے۔ انہوں نے یہ بھی ٹھان لیا ہے کہ کُل دنیا میں یسوعی جھنڈا کھڑا کرنیکے لیئے باہمی تفرقوں کو بھی بالکل فراموش کردیا جاوے۔ ہر ایک فرقہ کے مسیحی ایک ہی جھنڈے کے نیچے لڑنے مرنے کو تیار کھڑے ہیں تاکہ یسوع کی فتح ہو اور دنیا کے ہر ایک گوشہ میں صلیبی جھنڈا لہرائے۔ دنیا کے مختلف حصوں سے مسیحی مشنری جمع ہوتے ہیں اور باہم ملکر مشورہ کرتے اور سوچتے ہیں کہ وہ کونسا بہترین طریق ہے جس سے کُل دنیا صلیبی جھنڈے کے نیچے اکٹھی کی جاوے۔ یہ اُن قدیمی پیشگوئیوں کا ظہور ہے جن میں یہ خبر دی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں باطل اپنی ساری قوت اور زور کے ساتھ نکلیگا اور دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کریگا اور وہ شیطان کی حق کے ساتھ آخری جنگ ہوگی مگر فتح حق کو حاصل ہوگی اور باطل نابود کیا جاوے گا۔

اگرچہ پادری صاحبان کُل دنیا کو اسی قرن میں مسیحی بنا دینے پر تُلے ہوئے ہیں مگر اُنکے اجلاسوں کی روئدادیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنا فکر اُن کو برّاعظم افریقہ کے متعلق ہے اتنا اور کسی براعظم کے متعلق نہیں چنانچہ منزمنتشل مشنری کانگرس کے اجلاس میں ایک تقریر کرنیوالے نے بیان کیا کہ "خدائے تعالی کی حکمت سے افریقہ ایک عجیب ترقی کر رہا ہے۔ ۱۸۸۵ء کے عہدنامہ برلن کے روسے یورپ کی طاقتوں نے اس برّاعظم کو آپسمیں بانٹنا شروع کیا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آجکل برّاعظم عملاً یورپ کی طاقتوں کے قبضہ میں ہے صرف مشرق میں ملک حبشہ (ابی سی نی ایا) اور مغرب میں لائی بے ریا کا علاقہ اس سے باہر ہے۔ سلطنتہائے برطانیہ۔ جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی۔ بلجیم۔ اور پرتگال اس برّاعظم پر بڑی بڑی سلطنتیں قائم کررہے ہیں جن کا رقبہ یورپ سے چند ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اب مسیحی کلیسیا کو اپنے آقا مسیح کے لیئے اس برّاعظم کے فتح کرنیکا ایک بے نظیر موقعہ میسر آگیا ہے یورپ کی سلطنتیں سڑکیں اور

آمد و رفت کے ذرائع تیار کر رہی ہیں۔ جنہپر صلیب کی بشارت نسبتہً آسانی اور سلامتی کے ساتھ پہنچائی جاسکتی ہے۔ غیر ممالک کا اثر وہم پرست دیسی حکیم کی طاقت کو توڑ رہا ہے اور قانون اور انتظام نے مردم خواری اور باہمی جنگ و جدال کی جگہ لے لی ہے اور ایک مشنری کو اپنے کام کے پورا کرنے کیلئے عمدہ موقعہ حاصل ہوگیا ہے"۔

بے شک ایک وجہ جس سے مسیحی صاحبان کو برّاعظم افریقہ کی طرف خاص توجہ پیدا ہوگئی ہے یہ ہے کہ اب قریباً کل براعظم افریقہ۔ یورپ کی مسیحی طاقتوں کے قبضہ میں آگیا ہے مگر ایک اور امر بھی ہے جسکی وجہ سے مسیحی لوگوں میں براعظم افریقہ کے متعلق اس قدر جوش پیدا ہو رہا ہے یہانتک کہ انہوں نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اس براعظم کو اپنے خداوند مسیح کے لیئے فتح کرنیکے واسطے ہر ایک باہمی تفرقہ کو ترک کر دیا جاوے اور متحدہ کوششوں سے اس پر ایک ہی دفعہ چڑھائی کی جاوے۔ اور وہ امر یہ ہے کہ اس برّاعظم میں مذہب اسلام روز بروز ایک حیرت انگیز ترقی کر رہا ہے جسکی وجہ سے پادریوں کے دلوں میں ایک حسد کی آگ شعلہ زن ہے وہ اس امر کی برداشت نہیں کر سکتے کہ مذہب اسلام کو ترقی ہو خصوصاً ایسے ممالک میں جو مسیحی طاقتوں کے قبضہ میں ہیں۔ اسلیئے انہوں نے یہ عزم کر لیا ہے کہ افریقہ کی سرزمین پر اسلام کے برخلاف ایک صلیبی جنگ کی تیاری کی جاوے۔ اور انہوں نے یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اس جنگ کو جاری رکھیں گے یہانتک کہ وہ برّاعظم افریقہ کو اپنے خداوند کے نام میں فتح کر لیں یا اسی کوشش میں اپنی جانیں قربان کر کے صلیب کے لیئے جان دینے والے کہلائیں۔

وہی مقرّر جسکی تقریر میں سے ایک اقتباس میں اوپر درج کر چکا ہوں بیان کرتا ہے "آخری دھمکی ہمیں اسلامی افریقہ کی طرف سے ہے۔ اسلام کی برّاعظم افریقہ میں باقاعدہ اشاعت کی جارہی ہے۔ واعظ بھی بھیجے جارہے ہیں اور ہر ایک مسلمان تاجر خود ایک اسلامی واعظ ہے۔ واقعات کا مطالعہ کرنے سے یہ امر یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرووں نے گذشتہ پچاس سال

ہیں زیادہ لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کیا ہے بہ نسبت اسکے کہ کل مسیحی مشنریوں نے
ملکر لوگوں کو مسیحی مذہب میں داخل کیا ہے اب کلیسیا کے سامنے یہ ایک عظیم الشان
سوال درپیش ہے کہ آیا یہ برّاعظم ایک مسیحی برّاعظم بنے گا یا اسلامی برّاعظم؟
آیا اشاعت کے ان جوش وخروش کے ایام میں مسیحی مذہب اسلام کی طاقتوں کے آگے
ہزیمت اُٹھائیگا جیسا کہ اس نے ابتدائی زمانہ میں اسلام کے ہاتھ سے شکست کھائی
تھی اور کیا ایک برّاعظم کا برّاعظم ہمیشہ کے لیئے ہمارے خداوند یسوع مسیح سے چھین لیا
جاوے گا۔ کیا ہم یہ اُمید کرسکتے ہیں کہ ہم یسوع مسیح کے لیئے برّاعظم افریقہ کو فتح
کرسکیں گے۔ ان سوالات کا جواب یہ ہے کہ اگر کلیسیا اپنی فوجوں کی تعداد کو بہت نہ
بڑھاویگی تو فتح اسلام ہی کے لیئے مقدر معلوم ہوتی ہے"۔

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہو رہا ہے کہ افریقہ میں اسلام کی روز افزوں اشاعت
سے پادریصاحبان کو کیسا دھڑکا لگا ہوا ہے انہوں نے یہ پیشگوئی کے طور پر کہدیا ہے
کہ جب تک امریکہ۔ برطانیہ۔ اور برّاعظم یورپ کے کل کلیسیا اسلام کے برخلاف ایک
عام صلیبی جنگ میں شامل نہ ہوجاوینگے اور مسیحی دنیا کے کل حصوں سے پادریوں
کی فوجوں کی فوجیں روانہ کی جاویں گی کل برّاعظم افریقہ مسلمان ہوجاوے گا۔ پچھلے
دنوں میں جو شہر ایڈنبرا میں کل دنیا کے پادریوں کی ایک کانفرنس قائم ہوئی تھی
اُس میں بھی اُس امر کی طرف خاص توجہ کی گئی تھی اور اس معاملہ پر غور کرنے کیلیئے
ایک کمشن بیٹھا تھا اُس کمشن نے جو رپورٹ پیش کی اُس میں اُنہوں نے یہ بھی
بیان کیا کہ "برّاعظم افریقہ کے کل حصوں میں دیسی قومیں مذہب اسلام میں برابر
بڑی سرعت کے ساتھ جذب ہوتی جاتی ہیں۔ ہمارے پاس اس امر کی یقینی شہادت
اُن مشنریوں کے ذریعہ سے پہنچی ہے جو دریائے نیل کے کناروں۔ مشرقی وسطی افریقہ
جنوب مشرقی افریقہ۔ مغربی ساحل کے مختلف اضلاع۔ شمالی نائیجیریا۔ سوڈان
اور کانگو کے مختلف حصوں اور خود جنوبی افریقہ میں کام کرتے ہیں اور انہیں
سے ہر ایک نے اپنے اپنے علاقہ کے متعلق یہی شہادت دی ہے کہ اسلام بڑی

سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے" ایڈنبرا کی کانفرنس کے وائس پریسیڈنٹ ریورنڈ ڈاکٹر جارج رابن سنے بیان کیا کہ اس امر کی فوری ضرورت درپیش ہے۔ کہ افریقہ مین مشنریون کی فوج کو سرچند کیا جاوے اور میڈیکل مشن اور مسیحی مدرسے جابجا قائم کئے جاوین کیونکہ افریقہ مسیحی بننے کی نسبت مسلمان زیادہ سرعت سے بن رہا ہے۔ مسلمان تاجر برابر جنوب کی طرف سے بڑھ رہے ہین اور ہرایک مسلمان تاجر اپنے مذہب کا ایک واعظ ہے۔ اگر افریقہ کو یسوع مسیح کے نام پر فتح کرنا مقصود ہے تو سب سے پہلے جس امر کی ضرورت ہو وہ یہ ہے کہ ایک زبردست مشنری فوج براعظم افریقہ کے بیچون بیچ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلادی جاوے تاکہ اسلام کی آگے بڑھنے والی رفتار کے راستہ مین ایک روک پڑ جاوے اور انجیل کو شمال کی طرف سوڈان کے اندر تک پہونچا دیا جاوے۔

مَین یہان ڈاکٹر کرل کم کے بیان کو بھی نقل کرتا ہوں۔ یہ وہی صاحب ہین جن کے اسلام پر حملے کا جواب اس میگزین کے ایک پہلے نمبر مین دیا جاچکا ہے انہوں نے حال ہی میں دریائے نائیجر سے لے کر دریائے نیل تک ایک لمبا سفر صرف اس غرض سے کیا ہے تاکہ وسطی سوڈان مین اسلامی مسئلہ پر اور اسلام کی اشاعت پر غور کیا جاوے۔ یہ سیاح اپنے سفر کے ختم کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ افریقہ میں اسلام پھیل رہا ہے۔ اگرچہ کوئی اسلامی سوسائٹی موجود نہین جس نے باقاعدہ طور پر اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہو۔ مگر پھر بھی مسلمان تاجر اور واعظ سوڈان کے جنوبی حصون تک پہونچ رہے ہیں اور وہ اپنا اثر مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ اور جنوبی افریقہ میں ڈال رہے ہیں اور ممکن ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہو کہ براعظم افریقہ سارے کا سارا مسلمان ہو جاوے اور اگر باقی رہیں تو صرف ساؤتھ افریقہ۔ برٹش ایسٹ افریقہ۔ یوگانڈا اور ابی سینیا عیسائی رہیں اور وہ بھی صرف برائے نام۔

ڈاکٹر کرل کم ایک تجویز بھی پیش کرتا ہے جس سے وہ اُمید کرتا ہے کہ افریقہ مین اسلام

کی اشاعت رُک سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے :" اگر وسطی سوڈان کے غیر مسیحی قبائل جن میں
یوروپین لوگون کا بہت اثر ہے مسیحی مذہب قبول کرنے کے لئے ترغیب دیئے جائیں
تو پھر اسلام کی ترقی کے راستہ میں ایک زبردست سدِ راہ قائم ہو جائے گی " وہ یہ بھی
ترغیب دیتا ہے کہ تجارت کے راستے بند کر دیئے جاوین۔

تعجب آتا ہے کہ مسیحی لوگ اسلام سے اس قدر کیوں خائف ہیں۔ کیا وہ اس کو ایک
جھوٹا مذہب نہیں کہا کرتے کیا وہ اپنے مذہب کی نسبت یہ نہیں کہتے کہ کل دنیا میں
ایک ہی سچا مذہب ہے اور وہ ہمارا مذہب ہے۔ پھر ان کو اس قدر خوف کیوں امنگیر
ہے کہ جھوٹ سچ پر غالب آجائے گا۔ وہ کیوں ڈرتے ہیں کہ مسیحی مذہب ایک ایسے
مذہب کے ہاتھ سے جس کو وہ جھوٹا مذہب کہا کرتے ہیں شکست کھا جائیگا۔ جب تک
کہ کل دنیا کے مسیحی یک جان ہو کر اس کا مقابلہ نہ کریں اور جب تک اس کی ترقی کے
روکنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اختیار نہ کئے جاوین۔ کیا ہم مسیحی لوگوں سے بار
بار یہ نہیں سُنا کرتے تھے کہ اسلام میں خود کوئی طاقت نہیں اور یہ کہ وہ دنیا میں اپنے
زور سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ نہائت خوشی کا مقام ہے۔ کہ
دشمنانِ اسلام کے اعتراضوں کا جواب خدا تعالیٰ خود دیتا ہے۔ یہ جو بار بار اعتراض کرتے
تھے کہ اسلام اپنے زور سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے پھیلا۔ اب خود اس بات کے اقرار
کرنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں کہ اسلام بلا کسی تلوار کی مدد کے ایسے زور سے پھیل
رہا ہے۔ کہ جب تک اس کے راہ میں طرح طرح کے پتھر نہ پھینکے جاویں اور جب
تک پادریوں کی بڈی بڑی فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ نہ کیا جاوے۔ قریب ہے کہ کل
برِاعظم کا براعظم سارے کا سارا مسلمان ہو جاوے۔ اور پھر تعجب کی بات ہے۔ کہ
اسلام یہ ترقی ایسے حالات کے ماتحت کر رہا ہے جو اس کے لئے مضر واقع ہیں۔ اور
اگرچہ اس کے راستہ میں کئی قسم کے مشکلات ہیں جو اس کی ترقی کو روک رہے ہیں پھر
بھی اپنی سچائی کے زور سے کل روکاوٹوں کو مغلوب کرتا ہوا ایسی ترقی کر رہا ہے
کہ ایک دنیا اس ترقی کو دیکھ کر حیران ہے۔ افریقہ میں اسلام کے راستہ میں اہلی

روکاوٹ یہ ہے کہ جیسا ڈاکٹر کرل کم بیان کرتا ہے۔ کوئی ایسی اسلامی سوسائیٹی موجود نہیں جس نے براعظم افریقہ میں واعظ بھیج کر اشاعت اسلام کا کام اپنے ذمہ لیا ہُوا ہو۔

دوسری روکاوٹ جو افریقہ میں اسلام کی اشاعت کے لئے مزاحم ہو رہی ہے وہ سینکڑوں ہزاروں پادریوں کا وجود ہے۔ جو ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح اسلام پھیلنے نہ پائے اور افریقہ کا براعظم خداوند یسوع مسیح کے نام پر فتح ہو جاوے۔ ایک کثیر تعداد ایسی مسیحی سوسائیٹوں کی ہے۔ جو مسیح کے نام پر ایک باقاعدہ صلیبی جنگ میں مصروف ہیں اور بہت سے ایسے نفس ہیں جنھوں نے اپنے تئیں اسی کام کے لئے وقف کر دیا ہے۔ مگر اسلام کی قوت دیکھو کہ باوجودیکہ اس کو کسی باقاعدہ سوسائیٹی کی امداد نہیں پھر بھی وہ ایسی حیرت انگیز ترقی کر رہا ہے کہ پادریوں کے کیمپ میں ایک ہل چل پڑ گئی ہے اور جو پادری صاحبان افریقہ میں کام کر رہے ہیں وہ اپنے ہموطن احباب کو یہ کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہماری تعداد کو کم از کم سہ چند نہ کر دیا جاوے گا۔ یقیناً ہم اسلام کے ہاتھ سے سخت ہزیمت اٹھائیں گے اور یہ ملک یسوع مسیح کے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لئے نکل جاوے گا۔

ایک اور امر جو اسلام کے مقابل میں مسیحی مذہب کے لئے مفید ہے وہ یہ ہے کہ قریباً کل براعظم ملکی طور پر مسیحی سلطنتوں کے قبضہ میں ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے جس سے قدرتاً مسیحی مذہب کو تقویت پہنچنی چاہیئے۔ چنانچہ ڈاکٹر کرل کم کے مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہو رہا ہے کہ یورپ کی طاقتیں ملکی طور پر بھی اپنا فائدہ اسی میں دیکھتی ہے کہ وہاں مسیحی مذہب کی اشاعت ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے۔

"فرانس اور برطانیہ کے حکام جو وسط افریقہ میں ہیں وہ اب اُس خطرناک مشکل کو محسوس کرنے لگ گئے ہیں جس کا ان کو اسلام کی اشاعت کی وجہ سے سامنا کرنا پڑا ہے اور ایسے لوگ اب بہت کم نظر آتے ہیں جو مسیحی سلطنتوں سے تعلق رکھنے کے باوجود یہ رائے رکھتے ہوں کہ افریقہ کے باشندوں کے لئے اسلام کا مذہب سب سے زیادہ موزوں ہے

ایک اور فائدہ جو مسیحی مذہب کی اشاعت کے لئے مفید ہے اور جو مسلمانوں کو حاصل نہیں وہ یہ ہے کہ مسیحی قومیں مادی اور دنیاوی اُمور میں بہت ترقی کر گئی ہے اور مسلمانوں کو وہ ظاہری ترقی حاصل نہیں۔ اگرچہ یہ ظاہری ترقی مسیحی مذہب کی صداقت کے لئے کوئی دلیل نہیں اور اس دنیوی جاہ و جلال سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیحی مذہب ایک سچا مذہب ہے۔ مگر پھر بھی افریقہ کی سادہ قوموں کی نظر میں یہ امر بھی مسیحی مذہب کی سچائی کی ایک دلیل ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم یہ ظاہری شان و شوکت مسیحی مذہب میں داخل ہونے کے لئے ایک کشش کا کام دے سکتی ہے۔ اس بات کی تائید میں میں خود ایک پادری کا بیان پیش کرتا ہوں۔ جس نے مینز نیشنل مشنری کانگریس کے اجلاس میں اپنے چودہ سال کے کارہائے نمایاں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "ایک دفعہ افریقہ کے دیسی باشندوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کی ترغیب سے مجھے بھوکا رکھکر مار دینے کی کوشش کی۔ میں اپنی بندوق لے کر نکلا اور ایک گینڈے کو قتل کیا۔ میری یہ کارروائی دیکھ کر وہ اس قدر میری طرف مائل ہو گئے کہ اونھوں نے روٹیوں کے ساتھ مجھے لاد دیا۔ میں نے اُسی جگہ ایک مشن قائم کیا۔ اور لوگ صرف اسوجہ سے میرے ساتھ ہو گئے کہ میں نے ایک ایسا کام کیا تھا جو اون کے مذہبی پیشرو نہین کر سکتے تھے۔" ایسے لوگ جو مسیحی پادری کے مذہب کو اپنے مذہب پر صرف اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ مسیح مذہب کے پادری بندوق کے ساتھ گینڈے کا شکار کر سکتے اور ان کے گرو ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ طبعاً اسلام کے مقابل میں بھی مسیحی مذہب کو ترجیح دیں گے۔ کیونکہ مسیحی کہلانے والے لوگ ہوا میں پرندوں کی طرح اُڑ سکتے ہیں اور بغیر تار کے پیغام بھیج سکتے اور اسلام کے پیرو ایسے کام نہین کر سکتے۔ غرض مسیحی قوموں کی ترقی مادی امور میں افریقہ کے دیسی باشندوں کی نظر میں ایسا امر ہے جس سے اسلام کے مقابل میں مسیحی مذہب کی اشاعت کو بہت امداد ملتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام کے راستہ میں ملک افریقہ میں کئی قسم کے مشکلات ہیں اور مسیحی مذہب کو ظاہری طور پر ایسے بہت سے فوائد حاصل ہیں جو اسلام کو

حاصل نہیں پھر اسلام کی طاقت ایک غضب کی طاقت ہے۔ جو ان سب مشکلات کے ہوتے ہوئے اپنے زبردست حریف کو جس کو بہت سے ظاہری فوائد حاصل ہیں روز بروز شکست دے رہی ہے۔ کیا اب بھی پادری صاحبان اس بات سے انکار کریں گے کہ اسلام میں ذاتی طور پر ایک زبردست طاقت اور قوت موجود ہے جس کی وجہ سے اس نے گذشتہ زمانہ میں بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کیا۔ اور اب بھی فتح کر رہا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی پادری صاحبان اپنے اس اعتراض کو دُہرایا کرینگے۔ کہ اسلام اپنی سچائی کے زور سے نہیں بلکہ تلوار کی قوت سے پھیلا۔ کیا اب بھی وہ اسلام کی زبردست طاقت کا اقرار نہیں کریں گے۔ جب آج اسلام ایسے مخالف اُمور کے باوجود ایسی سُرعت کے ساتھ ترقی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ تو کیا اس سے پہلے زمانوں میں جبکہ اس کی اشاعت کو روکنے والی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ خود بخود ترقی نہیں کر سکتا تھا۔ جب آج اس ضعف کے زمانہ میں بغیر کسی شمشیر کی امداد کے اسلام ترقی کر رہا ہے تو پہلے زمانوں میں جو اسلام کی قوت اور جوانی کا زمانہ تھا اس کو کس تلوار کی ضرورت تھی؟ جب آج یہ کل کلیسیا کی متحدہ کوششوں کے باوجود روز بروز محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور اپنی صداقت کے زور سے ترقی کر رہا ہے۔ تو پہلے زمانہ میں کیوں یہ بغیر کسی تلوار کی مدد کے ترقی نہیں کر سکتا تھا آج افریقہ میں پادری صاحبان اسلام کا دو دھاری تلوار کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں وہ صرف اسی کوشش میں نہیں کہ افریقہ کے دیسی باشندوں کو اپنے دام میں پھنسائیں بلکہ وہ اسلام کی ترقی کی راہ میں بھی ہر ایک قسم کی روکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ان کی یہ تمام کوششیں اسلام کی پُر زور طاقت کے آگے ہیچ ہیں۔ افریقہ میں اسلام کی اشاعت مسیحی صاحبان کے لئے ایک سبق ہے اور اگر پادری صاحبان کچھ بصیرت سے کام لیتے۔ تو وہ موجودہ زمانہ میں اسلام کی اس ترقی کو دیکھ کر کبھی اپنی زبان پر یہ اعتراض نہ لاتے کہ اسلام اپنے زور سے نہیں بلکہ تلوار سے پھیلا۔ اونھوں نے اب اپنے گھر میں

خود تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے۔ کہ ایک ہی میدان میں دو مذہب کام کر رہے ہیں۔ ایک کو تو ہر طرح کے فوائد حاصل ہیں اور دوسرا یعنی اسلام اس ملک میں ایک یتیم بچہ کی طرح ہے۔ مگر پھر بھی پادری صاحبان اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ اور چلّا چلّا کر اپنی قوم سے امداد کی اپیلیں کر رہے ہیں۔ چاہئیے تھا۔ کہ ایسا نظارہ دیکھکر پادری صاحبان اپنی زبانوں کو ایسے اعتراض کے بیان سے روک لیتے۔ مگر پادریوں کی ہٹ بھی عجیب ہٹ ہے۔ کہ باوجودیکہ انہوں نے اپنے گھر میں اور ایسے ملک میں جہاں مسیحی حکومت ہے اسلام کو بغیر کسی باقاعدہ انتظام اشاعت کے اور باوجود پادریوں کی مخالفانہ کوششوں کے اپنی صداقت کے زور سے پھیلتا ہوا دیکھ لیا ہے۔ پھر بھی وہ یہی کہے جا رہے ہیں۔ کہ اسلام میں بلا تلوار کی مدد کے پھیلنے کی قابلیت نہیں۔ غرض افریقہ میں اسلام کی اشاعت پادریوں کے اعتراض کا ایک ایسا عملی جواب ہے۔ جس کا وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے۔

پادریوں کے جو بیانات اوپر نقل ہو چکے ہیں۔ اُن سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ اسلام کے ساتھ پادری صاحبان ناجائز سلوک کرنا بھی جائز رکھتے ہیں۔ بیشک پادری صاحبان کو پورا حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں منادی کریں۔ مگر اُن کو کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ وہ دوسرے مذاہب کی راہ میں روڑے ڈالیں۔ انصاف اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کو اپنے تئیں پھیلانے کا پورا موقعہ دیا جاوے۔ اور کوئی ایسی کارروائی نہ کی جاوے۔ جس سے دوسرے مذہب کی اشاعت میں روک پیدا ہو مگر بجائے اس کے کہ پادری صاحبان اسلام سے انصاف کا سلوک کریں۔ وہ اس کوشش میں ہیں۔ کہ اسلام کو اشاعت کا موقعہ نہ دیا جاوے اور دیسی باشندوں تک اس کو رسائی نہ ملے۔ ان کا یہ خوف اور اُن کی یہ کوشش کہ اسلام کو افریقہ کے براعظم سے دور رکھا جاوے اور ایسی تجویز کی جاوے۔ کہ افریقہ کے باشندوں کو وعظ سنانے والے صرف مسیحی لوگ ہی ہوں۔ اور مسلمانوں کو ان لوگوں تک رسائی نہ ملے۔ یہ امور صاف طور پر ظاہر کر رہے ہیں کہ پادری صاحبان کو اپنے مذہب کی کمزوری اور اسلام کی زبردست قوت کا خوب علم ہے۔ اسی لئے وہ ایسے ناجائز حیل اور تدابیر سے کام لینے کی فکر میں ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ایک مساوات کے میدان میں جہاں اسلام کو بھی اپنے تئیں پھیلانے کا ایسا ہی موقعہ حاصل ہو جیسا کہ مسیحی مذہب کو حاصل ہے۔ مسیحی مذہب اسلام کے آگے ضرور شکست کھائے گا۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں۔ کہ میدان صرف ہمارے لئے ہی خالی ہو۔ اور

مسلمانوں کو وہاں جانے کا موقعہ ہی نہ دیا جاوے۔ ناظرین پادری صاحبان کے مندرجہ ذیل بیانات پر غور فرماویں ایڈنبرا کی کانفرنس کے والیس پریزیڈنٹ نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ "اگر افریقہ کو یسوع مسیح کے لئے فتح کرنا مقصود ہو۔ تو سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا چاہئیے۔ وہ یہ ہے کہ افریقہ کے بیچوں بیچ ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک پادریوں کی ایک زبردست فوج پھیلادی جائے۔ تاکہ اسلام کی آگے بڑھنے والی رفتار رُک جاوے۔ اور انجیل کو شمال کی طرف سوڈان کے اندر تک پہنچادیا جاوے" ڈاکٹر کرل کم لکھتا ہے۔ کہ "اگر وسطی سوڈان کے غیر مسیحی قبائل کو جن میں یورپین قوموں کا اثر بہت بڑھا ہوا ہے۔ مسیحی مذہب میں داخل کرنے کی ترغیب دی جاسکے۔ تو اسلام کے برخلاف ایک زبردست سدّ راہ قائم ہو جائیگی"۔ ان دونو بیانات سے واضح ہو رہا ہے کہ مسیحی صاحبان کی رائے میں افریقہ یسوع مسیح کے نام پر کبھی فتح نہیں ہو سکتا جب تک اسلام کی اشاعت کے آگے زبردست رکاوٹیں نہ ڈالی جاویں۔ وہ افریقہ کو صرف اُسی صورت میں فتح کرنے کی امید کرتے ہیں۔ جب اسلام کے مذہب کو اندر گھسنے کا موقع نہ دیا جاوے۔ اسلام کی موجودگی میں وہ یقین رکھتے ہیں کہ عیسائیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ شکست کھائے۔ اور اُن کے خیال میں مسیحی مذہب کے لئے ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اسلام کو افریقہ میں سے خارج کر دیا جاوے۔ ڈاکٹر کرل کم یہ بھی مشورہ دیتا ہے کہ جن قوموں میں یورپین رسوخ قائم ہو چکا ہے۔ اُن کی طرف پہلے توجہ کی جاوے۔ اور عیسائیت کے پھیلانے میں اُس ظاہری رسوخ اور جاہ و جلال سے فائدہ اٹھایا جاوے۔ یہ سب تجویزیں مسیحی مذہب کے لئے بطور مددگار کے ہیں۔ تاکہ جو کمی اس مذہب کی ذاتی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ یورپین قوموں کے رسوخ کے ذریعہ سے اُس کی تلافی کی جاوے۔ پادری صاحبان کو شرم کرنی چاہئیے۔ ایک طرف تو اسقدر فوج در فوج مسیحی واعظ بھیجے جاتے ہیں۔ روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ ملک میں حکومت مسیحی طاقتوں کی ہے۔ یورپ۔ امریکہ میں کثرت سے سوسائٹیاں قائم ہیں۔ جو اس کام کو باقاعدہ چلاتی ہیں۔ مسیحی مذہب کے پھیلانے کے لئے مدرسے قائم کئے جاتے ہیں۔ ہسپتال کھولے جاتے ہیں۔ ہر ایک طرح کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اور اس کے مقابل میں ان باتوں میں سے ایک بات بھی اسلام کو حاصل نہیں۔ پھر بھی پادری لوگ اسلام کے مقابل میں اپنے عجز کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور باوجود اسقدر ذرائع کے پھر بھی ناجائز ذریعوں کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے۔ کبھی یہ تجویز کی جاتی ہے کہ اسلام کے افریقہ میں داخل ہونے کے راستے بند کر دیئے جاویں۔ کیونکہ اسلام کے ہوتے ہوئے مسیحی مذہب کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی یہ تجویز کی جاتی ہے۔ کہ مسیحی مذہب کی اشاعت کے لئے یورپین قوموں

سے کہ رسوخ اور ظاہری شان و شوکت کو کام میں لایا جاوے۔ اور پھر ان باتوں کے باوجود یہ کہتے جاتے ہیں
کہ اسلام کا مذہب ایک جھوٹا مذہب ہے جس کی بنا ایک افترا پر ہے۔ اور یہ کہ دنیا میں صرف مسیحی مذہب
ہی سچا مذہب ہے۔ پادری صاحبان سچ بتلاؤ۔ سچے مذہب کے یہی لچھن ہوتے ہیں۔ کہ باوجود اسقدر سہاروں اور
امدادوں کے پھر بھی اس کی اشاعت کے لئے ناجائز ذریعوں کے استعمال کی ضرورت پڑے۔

غرض افریقہ کے برّاعظم پر آج اسلام اور مسیحی مذہب کے مابین ایک مقابلہ ہو رہا ہے۔ مسیحی مذہب کو
ہر ایک ظاہری سامان حاصل ہے۔ مگر اسلام کو ان سامانوں میں سے ایک سامان بھی حاصل نہیں۔
بلکہ کئی ایک مشکلات سدّ راہ ہو رہے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم امید کرتے ہیں کہ باوجود ان رکاوٹوں کے اور
باوجود حریف کے ساز و سامان کے وہ اپنے حریف کو شکست دیگا بشرطیکہ پادری صاحبان ناجائز وسائل
کو استعمال کر کے اس کی اشاعت کو روک نہ دیں۔ اور اس کو افریقہ کے باشندوں تک پہنچنے کا موقعہ
دیں۔ صرف خوف یہ ہے کہ پادری صاحبان ناجائز سدّراہیں اسلام کے راستہ میں ڈال کر اسکو افریقہ
سے خارج کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ہماری یہ رائے گذشتہ تجربہ پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب کبھی
پہلے مسیحی مذہب اور اسلام میں باہم مقابلہ ہوا ہے۔ تو ہمیشہ اسلام ہی غالب رہا ہے اور عیسائیت نے
ہمیشہ اسلام کے ہاتھوں سے ہزیمت اٹھائی ہے۔ چنانچہ مسیحی تقریر کرنے والوں نے خود اس امر کی شہادت
دی ہے۔ چنانچہ بشپ جوزف سی ہارٹ ذیل نے گذشتہ دسمبر کو سٹوڈنٹ والنٹیر موومنٹ کے اجلاس
میں بیان کیا کہ "مسیح سے چھ سو سال بعد مسیحی مذہب نے شمالی افریقہ میں جو اُس وقت کلیسیا کا مرکز اور
قلعہ تھا اسلام کے ہاتھوں سے ہزیمت اُٹھائی۔ اور آج اس شمالی افریقہ کے علاقہ میں ۹۹ فی صدی لوگ
اسلام کے پیرو ہیں۔ آج کل دُنیا کے مسلمانوں کا ½ حصہ افریقہ میں آباد ہے۔" اس بیان میں اس بات کا بھی
اقرار پایا جاتا ہے کہ شمالی افریقہ میں اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ وہ مقابلہ جس میں مسیحی مذہب نے
اسلام کے ہاتھ سے ہزیمت اُٹھائی۔ وہ بقول بشپ صاحب اسلام اور عیسائیت میں مقابلہ تھا۔ وہ اسلام
کی تلوار اور عیسائیت میں مقابلہ نہیں تھا اور عیسائیت نے شمالی افریقہ میں اسلام کی تلوار سے شکست نہیں
کھائی بلکہ خود اسلام کے ہاتھ سے شکست کھائی۔

ایک اور مسیحی مقرر نے مقام ایڈنبرا کی ورلڈز مشنری کانفرنس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے
ایک اور شکست کا ذکر کیا جو مسیحی مذہب نے اسلام کے ہاتھ سے دُنیا کے ایک اور حصہ میں کھائی۔ اس

سوال کے جواب میں "کہ کیا کلیسا کو یک دفعہ ایسے ملکوں میں آگے بڑھنا چاہئیے جو ابھی تک مسیحی طاقتوں کے قبضہ میں نہیں آئیں" ڈاکٹر ایس۔ ایم ذومیر نے نہائت پرجوش الفاظ میں بیان کیا۔ کہ "ہاں فوراً آگے بڑھنا چاہئیے۔ افریقہ میں سات کروڑ اور ایشیاء میں سات کروڑ ۲۰ لاکھ ایسے لوگ ہیں جن کے کانوں میں ابھی انجیل کی آواز نہیں پہنچی۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ایشیا کا قلب (یعنی وسطی حصہ) خداوند مسیح کا پیرو تھا اور آج وہی حصہ اسلام کا پیرو ہے۔ خداوند خدا ہمیں ان ممالک میں بلا رہا ہے اور اب ہمارا فرض ہے کہ وہاں جائیں۔"

اب ہم مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ایشیا اور افریقہ میں تو مسیحی مذہب نے اسلام کے ہاتھ سے شکست اٹھائی۔ مگر مسیحی یورپ کے نہائت مغربی حصہ میں جہاں مسیحی مذہب کا مقابلہ اسلام سے ہوا۔ وہاں اس مذہب نے اسلام کے سامنے کہاں تک ثبات قدم دکھایا۔ پریچنگ آف اسلام کا مصنف اپنی کتاب کے اس باب کو جس میں ملک ہسپانیہ میں اسلام کی اشاعت کا ذکر ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ شروع کرتا ہے "۷۱۱ء میں فاتح مسلمانوں نے ملک ہسپانیہ میں اسلام کو داخل کیا اور ۱۵۰۲ء میں (مسلمانوں کے نکلنے کے بعد) شاہ فرڈی نند اور ملکہ آئے زابیلہ نے ایک فرمان جاری کرکے کل مملکت میں اسلامی فرائض کی بجا آوری کو روک دیا۔ ان دو تاریخوں کے درمیانی زمانہ میں مسلمانوں نے یورپ کی تاریخ میں ایک نہائت روشن صفحہ تحریر کیا۔" اس زمانہ میں کس حد تک مسیحی مذہب کی جگہ اسلام نے لیلی۔ یہ امر ایک خط سے معلوم ہو سکتا ہے جو "۱۳۱۱ء میں لکھا گیا جس میں لکھا ہے کہ ایک شہر غرناطہ میں اس سال ۲ لاکھ مسلمان تھے جن میں سے صرف ۵۰۲ فاتحین کی اولاد تھے اور باقی سب ایسے لوگ تھے جنہوں نے مسیحی مذہب کو ترک کرکے اسلام کو قبول کیا تھا" (پریچنگ آف اسلام صفحہ ۱۲۴) اسی کتاب کا مسیحی مصنف لکھتا ہے کہ "اسلام اہل ہسپانیہ کے دلوں میں نہائت ہی گہری جڑیں پکڑ گیا چنانچہ جب سنہ ۱۶۱۰ء میں موریسکو لوگوں (سپین کے اصلی باشندے جنہوں نے مسیحی مذہب ترک کرکے اسلام اختیار کر لیا تھا) کے آخری بقیہ کو ملک سے خارج کیا گیا۔ تو یہ بچارے اس وقت بھی اسلام پر سچے دل سے قائم تھے۔ اگرچہ ایک سو سال سے زیادہ عرصہ انہیں اس بات پر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ ظاہری طور پر مسیحی مذہب کی پیروی کریں۔ اور اس وقت جو آخری حصہ ان لوگوں کا ملک سے خارج کیا گیا تھا۔ اُن کی تعداد جو سب سے کم بیان کی گئی ہے۔ وہ ۶۰۰ لاکھ ہے۔ ان لوگوں کے نکالا جانے سے ملک کو سخت صدمہ پہنچا۔ شہر کے شہر اور گاؤں کے گاؤں بالکل خالی ہو گئے۔ اور گھروں کے گھر اجڑ گئے

اور کوئی نہ تھا۔ جو اُن کو دوبارہ آباد کرے گا۔ اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ سپین کے لوگ جنہوں نے مسیحی مذہب کو ترک کرکے اسلام اختیار کیا۔ وہ مسلمانوں کی سلطنت تباہ ہونے کے بعد بھی کیسی وفاداری سے اسلام پر قائم رہے۔ میں ایک حوالہ مشہور تاریخی کتاب "ہسٹوریز ہسٹری آف دی ورلڈ" میں سے بھی یہاں درج کرتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے "کہ شاہ فرڈی ننڈ کا ہرگز منشاء نہ تھا۔ کہ جو اُس نے معاہدہ کیا تھا اس کی شرطوں پر کاربند رہے ۱۴۹۹ء میں اس نے دلیری سے اپنے مُنہ پر سے بناوٹی پردہ اُتار دیا اور یہ حکم دیا کہ ہر ایک مسلمان جو بپتسمہ لینے سے انکار کرے۔ اس کو ملک میں سے نکال دیا جاوے۔ کل سلطنت غرناطہ میں اس کی اس بدعہدی پر ایک شور برپا ہوا۔ مگر کون سُنتا تھا۔ اگرچہ لوگ ظاہری طور پر گرجے میں جاتے تھے مگر جب گھروں میں آتے تو خدا تعالیٰ سے معافی مانگتے اور ایک علاقہ کے مسلمانوں نے کھُلے طور پر اس حکم کی پابندی سے انکار کیا اور مقابلہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔" ناظرین! یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے مسیحی مذہب کو ترک کرکے اسلام قبول کیا تھا۔ آج ان کو مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ پھر اپنے آبائی مذہب میں واپس آجاویں مگر وہ جلاوطن ہونا اور اپنے مال و اسباب کو ترک کرنا بلکہ جان تک دیدینا پسند کرلیتے ہیں۔ مگر اسلام کو ترک کرکے اپنے قدیمی مذہب کی طرف واپس آجانا اُن کو منظور نہیں ہے۔ اسلام کی کشش۔ اور یہ ہے اسلام کی صداقت کہ اب مرنا قبول ہے۔ مگر واپس اپنے آبائی مذہب کی طرف جانا منظور نہیں۔ اور پادری صاحبان کو یہ بھی

نمبر ۱۰ ریویو آف ریلیجنز ۳۸۹

مسیحی درویش مرد و عورتیں آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ کئی نئی خانقاہیں بھی تیار کی گئیں۔ مسیحی درویش اپنے فرقہ کا لباس پہن کر آزادی سے باہر پھر سکتے تھے اور مسیحی علماء کو اس امر کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ اپنے خاص نشانات کو چھپائیں۔ بلکہ مسیحی لوگ مسیحی رہ کر بڑے بڑے معزز عہدوں پر مقرر کئے جاتے تھے۔ اور خود دربار شاہی میں اعلیٰ عہدوں پر سرفراز ہوتے تھے"۔

جب اسلامی سلطنت کے زوال کے بعد مسلمانوں پر مسیحی صاحبان کی طرف سے سخت سے سخت بے رحمیاں کی گئیں۔ اور آخر ایک مسلمان بھی اس ملک میں باقی نہ رہا۔ اس وقت جن یورپین مسلمانوں کو ان کے وطن سے نکالا گیا۔ ان میں سے ایک شخص جو سپین کا باشندہ تھا۔ اپنے ہموطن مسیحیوں کو مخاطب کر کے ایک خط لکھتا ہے۔ جس کو ٹی ڈبلیو آرنلڈ نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ وہ نہایت ہی غیرت بھرے الفاظ میں لکھتا ہے۔ کہ "کیا کبھی ہمارے مسلمان بزرگوں نے سپین میں سے باوجود طاقت کے مسیحی مذہب کی بیخکنی کرنے کی کوشش کی۔ کیا انہوں نے تمہارے آباؤ اجداد کو پوری مذہبی آزادی نہیں دے رکھی تھی؟ کیا یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکیدی حکم نہیں۔ کہ جس قوم کو مسلمان فتح کریں۔ ان سے ایک معمولی سالانہ رقم بطور جزیہ کے وصول کرنے کے سوا اور کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ ان سے نہ کریں اور ان کو اجازت دیں کہ وہ اپنے مذہب کے پیرو رہیں۔ خواہ وہ مذہب کیسا ہی بیہودہ کیوں نہ ہو۔ یا جس مذہب کو چاہیں اختیار کریں اگر کبھی کسی مسلمان نے کسی مسیحی کو جبراً مسلمان کیا۔ تو ایسی مثالیں بہت ہی کم پائی جاتی ہیں۔ اور اس قابل نہیں کہ ان کا ذکر بھی کیا جاوے۔ ایسے فعل کے مرتکب صرف ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں۔ اور ایسا کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور اسلام کے اصول کو توڑتے ہیں۔ یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان کو مسلمان کا معزز خطاب دیا جاوے تم ہم مسلمانوں میں کوئی خونی مثال پیش نہیں کر سکتے جیسی تمہاری انکوئی زیشن (مسیحی محکمہ مذہب میں اختلاف کرنے والوں کا خون پینے کے لئے)۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مسلمانوں کے بازو ہمیشہ ایسے لوگوں کو قبول کرنے کے لئے کھلے ہیں جو ان کا مذہب قبول کرنا چاہیں مگر ان کا قرآن مجید ان کو اجازت نہیں دیتا کہ لوگوں کو ان کی مرضی کے برخلاف اسلام میں داخل ہونے کے لئے مجبور کریں"۔ (پریچنگ آف اسلام صفحہ ۱۲۳)

مسلمان فاتحین نے ایسی مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ کہ یہی امر مسیحی لوگوں کے نزدیک ایک جرم قرار پا گیا۔ چنانچہ جب ۱۶۰۲ء میں ویلینشیا کے آرچ بشپ نے ہسپانیہ کے مسلمان باشندوں کے قصوروں کی

ایک فہرست شاہ فلپ سوم کے سامنے پیش کرنے کے لئے تیار کی۔ تو اُن میں جو جو کفر کی باتیں اُن کی طرف منسوب کیں۔ اُن میں ایک یہ تھی۔ کہ "یہ لوگ کسی چیز کو ایسا پسند نہیں کرتے جیسا کہ تمام مذہبی امور میں ہر ایک شخص کو بالکل آزاد سمجھنا اور ترک اور تمام دوسرے مسلمان اپنی رعایا کو مذہبی امور میں بالکل آزاد رکھتے ہیں" (پریچنگ آف اسلام صفحہ ۱۲۴) ناظرین غور فرماویں۔ کہ مسلمانوں کا مذہبی آزادی دینا ہی مسیحی صاحبان کی آنکھوں میں ایک جرم ٹھہرا اور وہ اس قابل سمجھے گئے کہ ملک سے خارج کئے جاویں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے فاضل مصنف ہسپانیہ میں اسلامی سلطنت کے ماتحت مذہبی آزادی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ "آٹھویں صدی کا ایک پادری مورخ اس بات کا تو واویلا کرتا ہے۔ کہ ہسپانیہ کی سلطنت ایک غیر قوم کے قبضہ میں آگئی۔ مگر اس بات کا ذکر کبھی نہیں کرتا کہ وہ غیر قوم ایک غیر مذہب کی پیرو ہے اور اس کی یہ خاموشی عربوں کی عالیشان مذہبی آزادی کے لئے ایک فصیح شہادت ہے"۔

الغرض جس جگہ اسلام اور مسیحی مذہب میں باہم مقابلہ ہوا ہے۔ ہمیشہ مسیحی مذہب نے ہی ہزیمت اُٹھائی ہے اور اس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ افریقہ میں بھی اسلام ہی انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوگا۔ بشرطیکہ پادری صاحبان ناجائز طریقوں سے اس کی رفتار کو نہ روکیں اور اس کی رفتار کے آگے طرح طرح کے پتھر پھینک کر اس کی اشاعت میں مزاحم نہ ہوں"۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ریویو

ویدوں کے ظہور میں فتور۔ یہ ۳۲ صفحہ کا رسالہ منشی محمد ظہیر الدین صاحب نے جو پہلے الحکم کے دفتر میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کا بھی کام کرتے رہے ہیں۔ اور جن کے مضامین سے ناظرین میں سے اکثر لوگ آگاہ ہوں گے۔ تالیف کیا ہے اس رسالہ میں ویدوں کے متعلق آریہ صاحبوں کے دعاوی کی حقیقت کو کھولا گیا ہے۔ قرآن مجید کے بے مثل ہونے کے دعوٰی پر بحث کی گئی ہے اور آریوں کے وید جدید کی قلعی کھولی گئی ہے۔ قیمت ۱۰/ ملنے کا پتہ مولوی محمد الدین صاحب حکیم۔ گوجرانوالہ۔ دروازہ دیسہ سنگھ

الصنعت۔ اس نام کا رسالہ حال میں انجمن موید الصنعت لاہور کی طرف سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اس کے بڑے اغراض یہ ہیں۔ ملک میں مختلف صنائع کو رواج دینا۔ تجارت کے متعلق مفید مشورے اور قیمتی مضامین مشہور قدیمی صناعوں اور موجدوں کی سوانح درج کرنا۔ اس میں زیادہ تر مندرجہ ذیل مضامین پر بحث ہوتی ہے

تعلیم - اصلاح تمدن - ڈرائینگ - تجارتی - آہنگری - انجینیرنگ - تجارت - تاریخ - متفرقات - یہ مضمون اہل تجربہ اصحاب سے لکھائے جاتے ہیں - ہر ایک نمبر میں علاوہ چھوٹے چھوٹے نقشوں کے ایک اعلیٰ درجہ کا نقشہ علیحدہ لگایا جاتا ہے - امید ہے کہ اہل صنعت کے لئے یہ رسالہ بہت مفید ہوگا قیمت سالانہ عوام سے عار درخواستیں بنام جنرل سکرٹری انجمن موئید الصنعت لاہور جانی چاہئیں -

تحفة العرب - تالیف جناب مولوی محمد عبد المحی الحویزی حال نزیل قادیان - یہ ۴۴ صفحہ کا عربی رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے دعوی کی تائید میں لکھا گیا ہے - اور حضرت مسیح ناصری علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰة والسلام کی وفات پر سیر کُن بحث کی گئی ہے - قرآنی آیات - احادیث - تفاسیر کتب لغت اور سلف کی شہادت کو کثرت سے پیش کیا گیا ہے - آخر میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰة والسلام کی اپنی کلام کو درج کیا گیا ہے - اور آپ کے چند قصائد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں درج کئے گئے ہیں - رسالہ خوشخط و کاغذ عمدہ ہے - قیمت ۳ ر ہے - اگر یہ رسالہ عرب و مصر و روم وغیرہ ممالک میں کثرت سے شائع کیا جاوے - تو امید ہے - کہ نہائت مفید ثابت ہوگا

سومنگلا - تالیف شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور قادیان - یہ ایک مذہبی ناول ہے - جو ۱۸×۲۲ کے ۷۶ صفحہ پر ختم ہوتا ہے - اس میں تناسخ کی بہت دلچسپ اور عام فہم پیرایہ میں تردید کی گئی ہے - اور روح اور مادہ کی ازلیت کا ابطال کیا گیا ہے - رسالہ بہت دلچسپ اور قابل دید ہے - قیمت صرف ۱۲

اطلاع

رپورٹ سالانہ جلسہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۹۰۹ء چھپکر شائع ہو چکی ہے - اور مختلف انجمنوں کو اس کی مناسب تعداد بھیجی جا چکی ہے - اگر کسی صاحب کو کچھ اور زائد کاپیاں درکار ہوں - تو دفتر

میگزین

سے بلاقیمت منگوالیں - والسلام

مینیجر میگزین

براہین احمدیہ چار جلد

حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰة والسلام کی پہلی لاجواب۔ بے نظیر پُر معارف تصنیف جس کا حجم قریباً ۶۰۰ صفحہ تقطیع کلاں۔ کاغذ عمدہ ہے۔ اور جس میں قرآن شریف کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بڑے زبردست دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے ثابت کر کے عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں اور دہریوں کو ان دلائل کے توڑنے اور جواب لکھنے پر مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دینے کا بحروف جلی ۱۸۸۰ء سے اعلان ہے۔ مگر آجتک اس انعام کا کوئی دعویدار نہیں ہو سکا۔ ان دنوں کتاب مذکور کی ۲۰۰ کاپیاں میاں معراج الدین صاحب عمر نے بمد اعانت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بغرض اشاعت کتاب عطا کی ہیں۔ کتاب کی قیمت مبلغ صہ تھی۔ مگر چونکہ صدر انجمن احمدیہ کو مد اعانت میں بغرض اشاعت ملی ہے۔ لہذا انجمن موصوف نے کتاب موصوف کی قیمت محض سہولت اشاعت کو مد نظر رکھکر اب صرف دو روپے کر دی ہے۔ جو کہ کتاب کی اصل لاگت سے بھی کم ہے۔ لہذا عام طور سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ احباب اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں۔ خریداری کتاب کے واسطے مینیجر بک ڈپو قادیان کے نام پر درخواستیں آنی چاہئیں

اظہار حق

یہ کتاب سکھ مذہب میں تبلیغ کی غرض سے حضرت خلیفة المسیح نے اپنی گرہ سے اخراجات طبع دیکر شایع کرائی ہے۔ قیمت برائے نام ہے۔ ۵ر

(مینیجر بک ڈپو قادیان)

اطلاع ضروری

خریداران تفسیر القرآن کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ رسالہ بوجہ عدیم الفرصتی

ایڈیٹر صاحب ابھی تک شائع نہیں ہو سکا۔

مینیجر

باہتمام منیجر میگزین مطبع میگزین قادیان دارالامان میں طبع ہوا